راجح قول کے مطابق تین طلاقیں ایک ہی واقع ہوں گی

[Urdu–اُردو– الأُردية]

فتوی: شعبۂ علمی اسلام سوال وجواب سائٹ

ترجمہ: اسلام سوال وجواب سائٹ

مراجعہ وتنسیق: عزیز الرّحمن ضیاء اللہ سنابلی

طلاق الثلاث يقع واحدة على القول الراجح

[الأُردية –أردو– Urdu]

فتوى: القسم العلمي بموقع الإسلام سؤال وجواب

ترجمة: موقع الإسلام سؤال وجواب

مراجعة وتنسيق: عزيز الرحمن ضياء الله السنابلي

٩٦١٩٤: راجح قول کے مطابق تین طلاقیں ایک ہی واقع ہوں گی

سوال: میرے ایک دوست نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں طلاق دے دی، اس نے اسے ایک ہی بارہ تین طلاقیں دیں، لیکن میں نے انٹرنیٹ پر پڑھا ہے کہ تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی ہے، کیا یہ بات صحیح ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہو گی، اور میں نے غصہ کی بھی تین قسمیں پڑھی ہیں کیا یہ بھی صحیح ہے؟

بتاریخ 2011-06-08 کو نشر کیا گیا

جواب

الحمد للہ:

اوّل :

تین طلاق کے مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، اور راجح یہی ہے کہ یہ ایک طلاق ہی شمار کی جائے گی، چاہے ایک ہی کلمہ میں " تجھے تین طلاق ہے" کہا جائے، یا پھر علیحدہ علیحدہ مثلا: " تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے"۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسی کو اختیار کیا ہے، اور شیخ سعدی اور شیخ ابن عثیمین رحمہا اللہ نے اسی کو راجح قرار دیا ہے .

ان لوگوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ :

(كَانَ الطَّلَاقُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ

طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِنَّ النَّاسَ قَدْ اسْتَعْجَلُوا فِي أَمْرٍ قَدْ كَانَتْ لَهُمْ فِيهِ أَنَاةٌ فَلَوْ أَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں، اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دو برس میں تین طلاقیں ایک ہی شمار کی جاتی رہی، چنانچہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے: لوگوں نے اس معاملہ میں جلد بازی کی ہے جس میں ان کے لیے وسعت تھی اس لیے اگر ہم اسے جاری کر دیں تو انہوں نے اسے ان پر جاری کر دیا"۔ صحیح مسلم حدیث نمبر (۱۴۷۲).

دوم :

غصہ کی حالت میں طلاق دینے والے کی تین حالتیں ہوتی ہیں :

پہلی حالت :

غصہ تھوڑا سا ہو کہ وہ اس کے ارادہ و اختیار پر اثرانداز نہ ہو تو اس کی طلاق صحیح اور واقع ہو گی .

دوسری حالت :

اگر غصہ اتنا شدید ہو کہ پتہ ہی نہ چلے وہ کیا کہہ رہا ہے اور اسے شعور ہی نہ رہے تو اس حالت میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہو گی کیونکہ یہ پاگل و مجنون کی طرح ہے جس کے قول کو نہیں لیا جائے گا .

ان دونوں حالتوں کے حکم میں علماء کرام کا کوئی اختلاف نہیں ہے.

تیسری حالت :

اتنا شدید غصہ ہو کہ آدمی کے ارادہ پر اثر انداز ہو اور وہ ایسی بات کرنے لگے گویا کہ اسے اس پر مجبور کیا جارہا ہے پھر کچھ ہی دیر میں غصہ زائل ہونے پر وہ اس پر نادم ہو لیکن یہ غصہ اس حد تک نہ پہنچا ہو کہ اس سے احساس و شعور اور ادراک ہی ختم ہو جائے، اور اپنے قول و فعل پر کنٹرول نہ کر سکے۔ تو غصہ کی اس قسم کے حکم میں علماء کا اختلاف پایا جاتا ہے، اور راجح یہی ہے جیسا کہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ اس میں بھی طلاق واقع نہیں ہوگی، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(لا طَلاقَ وَلا عَتَاقَ فِي إِغْلاقٍ)

"اغلاق کی حالت میں نہ تو طلاق ہے اور نہ ہی آزاد کرنا"۔

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (۲۰۴۶) علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل (۲۰۴۷) میں اسے صحیح قرار دیا ہے .

علماء کرام نے [الاغلاق] کی شرح کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس کا معنی جبر اور شدید غصہ ہے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم نے بھی یہی قول اختیار کیا ہے، اور انہوں نے اس سے متعلق [اغاثۃاللھفان فی حکم طلاق الغضبان] کے نام سے ایک مشہور کتابچہ بھی تالیف کیا ہے.

مزید آپ سوال نمبر (45174) کے جواب کا بھی مطالعہ کریں.

اس قول کی بنا پر اگر آپ کے دوست نے شدید غصہ کی حالت میں طلاق کی بات کی ہے تو یہ طلاق واقع نہیں ہو گی، اور اگر

اس کا غصہ اتنا شدید نہ تھا بلکہ تھوڑا سا تھا تو ایک طلاق واقع ہو جائے گی .

واللہ اعلم .

اسلام سوال وجواب

(طالبِ دُعا:عزیز الرحمن ضیاء اللہ :azeez90@gmail.com)

IslamHouse.com